# فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۶۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

**سوال**: آدم علیہ السلام نے جنت میں کس درخت کا پھل کھالیا تھا؟

**جواب**: آدم علیہ السلام نے جنت میں کس درخت کا پھل کھایا تھا، اس کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔

❀ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''درست یہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی اہلیہ کو جنت کے کسی خاص درخت سے روکا گیا تھا، سب سے نہیں۔ انہوں نے حکم خداوندی کی مخالفت کرتے ہوئے درخت کھالیا، جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔ اب ہمیں کوئی علم نہیں کہ وہ درخت کونسا تھا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے نہ قرآن میں اس کی خبر دی، نہ کسی صحیح حدیث سے آگاہ کیا، تو پھر بعض الناس نے اس درخت کا تعین کیسے کر لیا؟ کسی نے گندم کا درخت کہا، کسی نے انگور کا نام لیا اور کسی نے انجیر کی بات کی۔ ممکن ہے ان میں سے ہی ہو! لیکن اگر کسی کو اس درخت کا علم بھی ہو جائے، تو کوئی فائدہ نہ ہوگا، یا کسی کو پتہ نہ چل سکے، تو کوئی نقصان نہ ہوگا۔''

(تفسير الطّبري :556/1)

**سوال**: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنات کی طرف بھی مبعوث ہیں؟

**جواب**: یہ مسلمانوں کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن و انس کی

طرف مبعوث ہوئے اور جن بھی شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے پابند ہیں۔

## اجماعِ امت:

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (463ھ) لکھتے ہیں:

لَا يَخْتَلِفُونَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولٌ إِلَى الْإِنْسِ وَالْجِنِّ نَذِيرٌ وَّبَشِيرٌ، هٰذَا مِمَّا فُضِّلَ بِهٖ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ أَنَّهٗ بُعِثَ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً؛ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، وَغَيْرُهٗ لَمْ يُرْسَلْ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَلِيلُ ذٰلِكَ مَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْآنُ مِنْ دُعَائِهِمْ إِلَى الْإِيمَانِ بِقَوْلِهٖ فِي مَوَاضِعَ مِنْ كِتَابِهٖ : يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ .

''اس بات میں مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں اور جنوں کی طرف بشیر ونذیر بنا کر مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ یہ ایسی خصوصیت ہے، جس کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے انبیا پر فضیلت حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات یعنی جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی انبیا اپنی قوموں کی زبان ہی میں مبعوث فرمائے گئے۔ اس کی دلیل قرآنِ کریم کے کئی مقامات پر ایمان کی طرف دعوت دینے کے لیے استعمال کیے ہوئے یہ الفاظ ہیں: يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ. (اے جنو اور انسانو!)۔''

(التّمهيد لما في المؤطّإ من المَعاني والأسانيد : 117/11)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْعُوثٌ إِلَى الثَّقَلَيْنِ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ.

''مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ محمد ﷺ جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث کیے گئے ہیں۔''

(الفُرقان بين أولياء الرحمٰن وأولياء الشيطان، ص 192)

## قرآن کریم:

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۞ قَالُوْا يَا قَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا اُنْزِلَ مِنْ بَّعْدِ مُوسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ۞ يَا قَوْمَنَا اَجِيبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَآمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞﴾(الأحقاف : ٢٩-٣١)

''(اے نبی!) جب ہم نے آپ کی طرف قرآن کریم سننے کے لیے جنوں کی ایک جماعت بھیجی۔ جب وہ اس کو حاضر ہوئے، تو انہوں نے کہا: خاموش ہو جاؤ، جب تلاوت ہو چکی، تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر لوٹے۔ انہوں نے کہا: اے ہماری قوم! ہم نے وہ کتاب سنی ہے، جو موسیٰ نازل ہوئی ہے، وہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور حق بات اور صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ کی طرف دعوت دینے والے کی دعوت

قبول کرلو اور اس پر ایمان لے آؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے گا۔''

۞ امام بیہقی رحمہ اللہ (458ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

بَانَ بِقَوْلِهِمْ : ﴿يَا قَوْمَنَا اَجِيبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ﴾ أَنَّهُمْ عَرَفُوا أَنَّهٗ مَبْعُوثٌ إِلَيْهِمْ، وَسَمِعُوا دَعْوَتَهٗ إِيَّاهُم، وَالَّذِينَ لَمْ يَحْضُرُوا مِنْ جُمْلَتِهِمْ، فَلِذٰلِكَ قَالُوا : ﴿يَا قَوْمَنَا اَجِيبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَآمِنُوْا بِهٖ﴾، فقَالُوا : آمَنَّا بِهٖ .

''جنوں کی اس بات کہ اے ہماری قوم اللہ کے داعی کی دعوت قبول کرلو، سے واضح ہوتا ہے کہ جنوں کو معلوم تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنوں کی طرف بھی مبعوث ہوئے۔ جو جن وہاں آئے اور جو نہیں آئے تھے، سب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو سنا۔ اسی لیے انہوں نے کہا تھا: اے ہماری قوم اللہ کے داعی کی دعوت قبول کر کے اس پر ایمان لے آؤ۔ تب جنوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔''

(شُعب الإيمان : 67/3)

۞ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّهٗ تَعَالٰى أَرْسَلَ مُحَمَّدًا صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ إِلَى الثَّقَلَيْنِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ حَيْثُ دَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ، وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ السُّورَةَ الَّتِي فِيهَا خِطَابُ الْفَرِيقَيْنِ، وَتَكْلِيفُهُمْ وَوَعْدُهُمْ وَوَعِيدُهُمْ، وَهِيَ سُورَةُ الرَّحْمٰنِ؛ وَلِهٰذَا قَالَ :

﴿اَجِيبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ آمِنُوْا بِهٖ﴾

''اس آیت میں یہ وضاحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو انسانوں اور جنوں دونوں مخلوقات کی طرف مبعوث فرمایا، چنانچہ آپ ﷺ نے ان کو اللہ کی طرف بلایا اور ان پر وہ سورت، یعنی سورۂ رحمٰن تلاوت کی، جس میں انسانوں اور جنوں دونوں کو خطاب کیا گیا ہے اور ان دونوں سے نعمتوں کا وعدہ اور عذابوں کی وعید کی گئی ہے۔ اسی لیے جنوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کے داعی کی آواز پر لبیک کہو۔''

(تفسیر ابن کثیر : 588/5)

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا٭ يَهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا﴾ (الجنّ : 1-2)

''(اے نبی!) فرما دیجیے: میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن کریم سنا، تو کہنے لگے: ہم نے عجیب قرآن سنا ہے، جو ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے، چنانچہ ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں۔ ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی ہرگز شریک نہیں کریں گے۔''

❁ ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْآنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ﴾ (الأنعام : ١٩)

''میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے، تاکہ تمہیں بھی ڈراؤں اور ان لوگوں کو

بھی جن تک یہ پہنچے گا۔''

قرآنِ کریم چونکہ جنوں تک بھی پہنچا ہے، لہٰذا وہ بھی اس کے مخاطبین ہیں اور اس پر عمل کے پابند ہیں۔

❁ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلَانِ﴾ (الرحمٰن: ٣١)

''اے جنو اور انسانو! عنقریب ہم تمہارے لیے فیصلہ کریں گے۔''

❁ ایک مقام پر یوں ارشاد ہوا:

﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ﴾ (الأنعام: ١٣٠)

''اے جنو اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟''

❁ علامہ احمد قسطلانی رحمہ اللہ (923ھ) لکھتے ہیں:

وَالدَّلِيلُ عَلٰى ذٰلِكَ قَبْلَ الْإِجْمَاعِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ، قَالَ تَعَالٰى: ﴿لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ (الفرقان: ١)، وَقَدْ أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ عَلٰى دُخُولِ الْجِنِّ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ، وَهُوَ مَدْلُولُ لَفْظِهَا، فَلَا يَخْرُجُ عَنْهُ إِلَّا بِدَلِيلٍ.

''امت کا اجماع ہونے سے پہلے کتاب وسنت اس بات پر دلیل تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ (الفرقان: ١) (تاکہ

یہ نبی سارے جہانوں کے لیے ڈرانے والا بن جائے )۔مفسرین کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ جن بھی اس آیت میں شامل ہیں۔ یہ آیتِ کریمہ کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے۔جنوں کو اس آیت سے کسی دلیل کے ساتھ ہی خارج کیا جاسکتا ہے۔'' (المواهب اللدنيّة بالمنح المحمّديّة : 353/2)

## حدیث نبوی:

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ : مَا بَالُ العَظْمِ وَالرَّوْثَةِ؟ قَالَ : هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ، وَإِنَّهُ أَتَانِي وَفْدُ جِنِّ نَصِيبِينَ، وَنِعْمَ الْجِنُّ، فَسَأَلُونِي الزَّادَ، فَدَعَوْتُ اللّٰهَ لَهُمْ أَنْ لَّا يَمُرُّوا بِعَظْمٍ، وَلَا بِرَوْثَةٍ إِلَّا وَجَدُوا عَلَيْهَا طَعَامًا .

''میں نے عرض کیا: (اللہ کے رسول!) ہڈی اور گوبر کا کیا معاملہ ہے( کہ اس سے استنجا سے روکا گیا ہے؟ )۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دونوں چیزیں جنوں کا کھانا ہیں۔نصیبین بستی کے جنوں کا ایک وفد میرے پاس آیا تھا، یہ بہت ہی اچھے جن تھے۔انہوں نے مجھ سے کھانا مانگا، تو میں نے ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ جس ہڈی یا گوبر کے پاس سے گزریں، اس پر وہ کھانا پائیں۔''

(صحيح البخاري : 3860)

## الحاصل:

جنات شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مکلّف ہیں۔ لہٰذا معتزلہ کا یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

جنوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے۔قرآن وحدیث اور اجماعِ مسلمین کی تکذیب صریح کفر ہے۔

**سوال**: بھینس کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: بھینس حلال ہے، تمام اہل لغت کے ہاں بھینس گائے کی جنس ہے۔گائے کی حلت قرآن وحدیث میں ثابت ہے، جو بھینس کو بھی شامل ہے۔ نیز اس کے حلال ہونے پر اجماع ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ حُكْمَ الْجَوَامِيسِ حُكْمُ الْبَقَرِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ بھینس گائے کے حکم میں ہے۔''

(الإجماع : 47)

❁ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْأَنْعَامِ﴾(المائدة : ١)

''تمہارے لیے مویشی چوپائے حلال کیے گئے ہیں۔''

اس آیت میں تمام مویشی چوپائے شامل ہیں، جو حرام ہیں، ان کو مستثنیٰ کر دیا گیا۔

❁ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اور لفظِ انعام، نعم کی جمع ہے، پالتو جانور، جیسے اونٹ، گائے، بھینس، بکری وغیرہ، جن کی آٹھ قسمیں سورۂ انعام میں بیان فرمائی گئی ہیں، ان کو ''انعام'' کہا جاتا ہے، بھیمۃ کا لفظ عام تھا، ''انعام'' کے لفظ نے اس کو خاص کر دیا، مراد آیت کی یہ ہوگئی کہ گھریلو جانوروں کی آٹھ قسمیں تمہارے لیے حلال کر دی گئیں، لفظ عقود کے تحت ابھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ تمام معاہدات داخل ہیں، ان میں

سے ایک معاہدہ وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے حلال وحرام کی پابندی کے متعلق لیا ہے، اس جملہ میں اس خاص معاہدہ کا بیان آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اونٹ، بکری، گائے، بھینس وغیرہ کو حلال کر دیا ہے، ان کو شرعی قاعدہ کے موافق ذبح کر کے کھا سکتے ہیں۔''

(مَعارف القرآن : 13/3)

(سوال): مندرجہ ذیل حدیث کا مفہوم کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ جِبْرِيلَ جَعَلَ يَدُسُّ فِي فِي فِرْعَوْنَ الطِّينَ خَشْيَةَ أَنْ يَقُولَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ، أَوْ خَشْيَةَ أَنْ يَرْحَمَهُ اللّٰهُ .

''جبریل علیہ السلام نے فرعون کے منہ میں مٹی ڈال دی، اس ڈر سے کہ کہیں یہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ دے، تو اللہ اس پر رحم کر دے۔''

(مسند الإمام أحمد :240/1، سنن التّرمذي : 3108، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح غریب'' کہا ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۲۱۵) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۷۶۳۴) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

(جواب): منکرین حدیث اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس سے تو کفر پر راضی ہونا لازم آتا ہے اور جبریل علیہ السلام کفر پر کیسے راضی ہو سکتے ہیں؟ لہٰذا یہ روایت جھوٹ ہے۔

یہ واقعہ قرآن میں بھی بیان ہوا ہے۔ جب فرعون غرق ہونے لگا تو چلا اٹھا:

﴿آمَنْتُ أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهٖ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ

الْمُسْلِمِينَ﴾(یونس: ۹۰)

''جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، میں بھی اسی پر ایمان لاتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی الہ نہیں، میں مسلمان ہوتا ہوں۔''

تو اس پر اللہ کی طرف سے فرمایا گیا:

﴿آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ﴾(یونُس: ۹۱)

''تو اب ایمان لاتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے تو نافرمانی کر چکا ہے اور تو فساد کرنے والوں میں سے تھا۔''

یہ اللہ تعالیٰ کا ایک قانون ہے، جب جان نکالی جارہی ہو، اس وقت ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یا جب فیصلہ آجاتا ہے، اس کے بعد ایمان لانے کا کچھ فائدہ نہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا﴾(المؤمن: ۸۵)

''ہمارا عذاب دیکھنے کے بعد ان کے ایمان نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔''

بعینہ یہی صورت حال تھی کہ فرعون موت کے منہ میں جاتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ میں بنی اسرائیل کے خدا پر ایمان لاتا ہوں، جبکہ اس سے پہلے ایمان کا مطالبہ کیا گیا۔ جب پہلے ایمان نہیں لایا، تو موت کو دیکھ کر ایمان لانے سے بھی کچھ مفاد نہیں تھا، تو اسی صورت احوال میں فرعون کے منہ میں مٹی ڈال دی گئی کہ اب اسے لا الہ الا اللہ کہنے کی توفیق ہی نہ دی جائے۔ اب ایسے وقت میں ایمان قبول نہ کرنے سے اگر کفر پر راضی ہونا لازم آتا ہے، تو پھر قرآن کو غلط کہیے، کیوں کہ قرآن نے یہ قاعدہ دوٹوک الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔

یہی اعتراض علامہ زمخشری وغیرہ نے بھی کیا تھا، تو اس پر یوں تعلیق لگائی گئی:

هٰذَا إِفْرَاطٌ مِّنْهُ فِي الْجَهْلِ بِالْمَنْقُولِ وَالْغَضُّ مِنْ أَهْلِهٖ، فَإِنَّ الْحَدِيثَ صَحِيحُ الزِّيَادَاتِ.

''یہ زمخشری کی حدیث سے انتہائی لاعلمی اور محدثین سے لاتعلقی کا نتیجہ ہے، یہ حدیث اپنی زیادات سمیت صحیح ہے۔''

✿ آگے لکھتے ہیں:

ذٰلِكَ أَنَّ فِرْعَوْنَ كَانَ كَافِرًا كُفْرَ عِنَادٍ، أَلَا تَرٰى إِلٰى قِصَّتِهٖ حَيْثُ تَوَقَّفَ النِّيلُ، وَكَيْفَ تَوَجَّهَ مُنْفَرِدًا وَأَظْهَرَ أَنَّهٗ مُخْلِصٌ، فَأَجْرٰى لَهُ النَّيْلَ، ثُمَّ تَمَادٰى عَلٰى طُغْيَانِهٖ وَكُفْرِهٖ فَخَشِيَ جِبْرِيلُ أَنْ يُّعَاوِدَ تِلْكَ الْعَادَةَ فَيَظْهَرَ الْإِخْلَاصَ بِلِسَانِهٖ فَتُدْرِكَهٗ رَحْمَةُ اللّٰهِ فَيُؤَخِّرَهٗ فِي الدُّنْيَا فَيَسْتَمِرَّ عَلٰى غَيِّهٖ وَطُغْيَانِهٖ فَدَسَّ فِي فَمِهِ الطِّينَ، لِيَمْنَعَهُ التَّكَلُّمَ بِمَا يَقْتَضِي ذٰلِكَ، هٰذَا وَجْهُ الْحَدِيثِ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْهُ جَهْلٌ وَّلَا رِضًا بِكُفْرٍ بَلِ الْجَهْلُ كُلَّ الْجَهْلِ مِمَّنِ اعْتَرَضَ عَلَى الْمَنْقُولِ الصَّحِيحِ بِرَأْيِهِ الْفَاسِدِ وَأَيْضًا فَإِيمَانُهٗ فِي تِلْكَ الْحَالَةِ عَلٰى تَقْدِيرِ أَنَّهٗ كَانَ صِدْقًا بِقَلْبِهٖ لَا يُقْبَلُ لِأَنَّهٗ وَقَعَ فِي حَالِ الْاِضْطِرَارِ وَلِذٰلِكَ عَقَبَ فِي الْآيَةِ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ﴾ وَفِيهِ إِشَارَةٌ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَلَمْ يَكُ

يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا﴾ .

''فرعون ایک متعصب کافر تھا، آپ اس کے واقعہ کو بہ غور پڑھیں، جب نیل رک گیا تھا، اس وقت اس نے کیسے اخلاص کا اظہار کیا تھا، پھر جب نیل چل پڑا تو فرعون اپنی اسی سرکشی اور بغاوت پر اتر آیا۔ تو جبریل علیہ السلام اس بات سے ڈرا کہ وہ دوبارہ یہی کام نہ کر دے، وہ اپنی زبان سے اخلاص ظاہر کرے، تو دنیا میں اس کو مزید مہلت مل جائے اور وہ سرکشی اور کج روی کے رستے پر ہی چلتا رہے، تو جبریل نے اس کے منہ میں مٹی ڈال دی، تا کہ اس کے منہ سے کوئی ایسا کلام نہ نکل جائے، جس کی بنا پر اسے مزید مہلت مل جائے۔ یہ حدیث کا مفہوم ہے۔ اس سے جہالت لازم نہیں آتی، نہ کفر پر راضی ہونا لازم آتا ہے۔ بلکہ اصل جہالت تو یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی فاسد رائے کی بنا پر صحیح حدیث کا رد کرے، پھر یہ بھی ہے کہ ایسی حالت میں اگر وہ صدق دل سے ایمان لائے، تو بھی قبول نہیں، کیونکہ وہ ایسے وقت میں ایمان لایا ہے، جب وہ مجبور ہو چکا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ﴾ (يونس : ٩١) ''تو اب ایمان لاتا ہے، حالاں کہ اس سے پہلے تو نافرمانی کر چکا ہے۔'' یہ اللہ تعالیٰ کے اس قانون کی طرف اشارہ تھا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا﴾ (المؤمن : ٥) ''**ہمارا عذاب دیکھنے کے بعد ان کے ایمان نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔**''

(حاشية الكَشّاف : 368/2)

**سوال**: کیا روز قیامت ماں کے نام سے پکارا جائے گا؟

(جواب): روزِ قیامت باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ ماں کے نام سے پکارے جانے پر کوئی صحیح ثابت دلیل نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهٗ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ : هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ .

''دھوکا باز کے لیے روزِ قیامت ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کے دھوکے کا نشان ہے۔''

(صحيح البخاري : 6178)

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) کہتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ رَدٌّ لِقَوْلِ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُمْ لَا يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا بِأُمَّهَاتِهِمْ سَتْرًا عَلَى آبَائِهِمْ ...... وَالدُّعَاءُ بِالْآبَاءِ أَشَدُّ فِي التَّعْرِيفِ وَأَبْلَغُ فِي التَّمْيِيزِ .

''اس حدیث میں اس شخص کا رد ہے، جو کہتا ہے کہ لوگوں کو قیامت کے دن ان کے باپوں پر پردہ پوشی کی غرض سے صرف ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا...... باپ کے نام سے پکارنا تعریف وتمیز میں زیادہ مؤثر ہے۔''

(شرح صحيح البخاري : 335/9، فتح الباري لابن حجر : 563/10)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

تَضَمَّنَ الْحَدِيثُ أَنَّهٗ يُنْسَبُ إِلٰى أَبِيهِ فِي الْمَوْقِفِ الْأَعْظَمِ .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ انسان کو محشر میں باپ سے منسوب کیا جائے گا۔''

(فتح الباري : 563/10)

یہ کہنا کہ لوگوں کو روز قیامت ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا، بے اصل اور بے حقیقت ہے۔اس بارے مروی روایات کا تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے؛

① سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يُدْعَى النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأُمَّهَاتِهِمْ سَتْرًا مِّنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمْ .

''قیامت کے دن لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پردہ پوشی کیے جانے کی وجہ سے اپنی ماؤں کے ناموں سے پکارے جائیں گے۔''

(الكامل لابن عدي :343/1)

سند جھوٹی ہے۔

۞ حافظ ابن الجوزی نے اسے ''الموضوعات'' (۱۷۹۸) میں ذکر کیا ہے۔

اسحاق بن ابراہیم طبری ''منکر الحدیث'' ہے۔

۞ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مُنْكَرُ الْمَتْنِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الطَّبَرِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ .

''اس سند سے اس حدیث کا متن منکر ہے، اسحاق طبری منکر الحدیث ہے۔''

اسے امام ابن حبان (کتاب المجروحین :۱/ ۱۳۷) نے ''منکر الحدیث جدا'' اور امام دارقطنی رحمہ اللہ (الضعفاء:۹۸) نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

۞ امام حاکم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَوٰى أَحَادِيثَ مَوْضُوعَةً .

''اس نے من گھڑت احادیث بیان کی ہیں۔'' (المَدخَل : 119)

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَدْعُو النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِهِمْ (وَالصَّحِيحُ : بِأُمَّهَاتِهِمْ، كَمَا فِي اللَّآلِي الْمَصْنُوعَةِ لِلسُّيُوطِيِّ : ٤٤٩/٢) سَتْرًا مِنْهُ عَلٰى عِبَادِهِ .

''اللہ تعالیٰ قیامت کے روز لوگوں کو اپنے بندوں کی پردہ پوشی کی وجہ سے ان کی ماؤں کے ناموں سے پکارے گا۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 11242)

سند من گھڑت ہے۔

① اسحاق بن بشر ابوحذیفہ متروک اور وضاع (حدیثیں گھڑنے والا) ہے۔

② ابن جریج کا عنعنہ ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو سخت ضعیف کہا ہے۔

(فتح الباري : 563/10)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ بَاطِلٌ وَالْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ بِخِلَافِهِ .

''یہ حدیث باطل ہے۔ صحیح احادیث اس کے خلاف ہیں۔''

(المَنار المُنيف، ص 139، تحفة المَودود، ص 147)

③ سعید بن عبداللہ اودی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا، جب وہ جان کنی

کی حالت میں تھے۔فرمانے لگے: جب میں فوت ہو جاؤں،تو میرے ساتھ وہی معاملہ کرنا، جو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے مردوں کے ساتھ کرنے کا حکم دیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب کوئی فوت ہو جائے اوراس کی قبر پر مٹی برابر کر دیں،تو ایک شخص اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے:اے فلاں ! جب وہ یہ کہے گا تو مُردہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا،مُردہ یہ بات سنے گا،لیکن جواب نہیں دے گا۔پھر کہے:اے فلاں ! وہ کہے گا:اللہ تجھ پر رحم کرے ! ہماری رہنمائی کر،لیکن آپ اس کا شعور نہیں رکھتے۔پھر کہے کہ وہ بات یاد کر،جس پر دنیا سے رخصت ہوا ہے۔اس کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔تُو اللہ کے رب ہونے،محمد ﷺ کے نبی ہونے،اسلام کے دین ہونے اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا۔منکر اور نکیر میں سے ایک،دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتا ہے : چلو،جس آدمی کو اس کا جواب بتا دیا گیا ہو،اس کے پاس ہم نہیں بیٹھتے۔چنانچہ دونوں کے سامنے اللہ تعالیٰ اس کا حامی بن جائے گا۔ایک آدمی نے عرض کی: اللہ کے رسول!اگر وہ (تلقین کرنے والا) اس (مرنے والے) کی ماں کو نہ جانتا ہو،تو (کیا کرے)؟فرمایا:وہ اسے حواء علیہاالسلام کی طرف منسوب کر کے کہے،اے حواء کے فلاں بیٹے!''

(المعجم الكبير للطّبراني : 250/8، ح : 7979، الدّعاء للطّبراني : 298/3، ح : 1214، وصايا العلماء عند حضور الموت لابن زبر، ص 46-47، الشّافعي لعبد العزيز، نقلًا عن التّلخيص الحبير لابن حجر : 136/2، اتّباع الأموات للإمام إبراهيم الحربي، نقلًا عن المقاصد الحسنة للسّخاوي : 265، الأحكام للضّياء المقدسي، نقلًا عن

المقاصد الحسنة : 265)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① اسماعیل بن عیاش کی اہل حجاز سے بیان کردہ روایت ''ضعیف'' ہوتی ہے۔ مذکورہ روایت بھی اہل حجاز سے ہے، لہٰذا ''ضعیف'' ہے۔

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ فِي رِوَايَتِهٖ عَنْ أَهلِ بَلَدِهٖ، مُخَلَّطٌ فِي غَيْرِهِمْ .

''اپنے اہل علاقہ سے بیان کریں، تو صدوق ہیں، کسی اور سے بیان کریں، تو حافظے کی خرابی کا شکار ہوتے ہیں۔''

(تقريب التّهذيب : 473)

یہ روایت بھی حجازیوں سے ہے، لہٰذا ضعیف ہے۔ یہ جرح مفسر ہے۔

② عبداللہ بن محمد قرشی غیر معروف ہے۔

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللّٰهِ، لَا يُدْرٰى مَنْ هُوَ؟

''یہ عبداللہ، معلوم نہیں ہو سکا کہ کون ہے؟''

(ميزان الاعتدال : 244/3، ت : عمران بن هارون)

③ یحییٰ بن ابی کثیر ''مدلس'' ہیں۔ سماع کی تصریح نہیں ملی۔

④ سعید بن عبداللہ اودی کی توثیق نہیں مل سکی۔

۞ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي إِسْنَادِهٖ جَمَاعَةٌ، لَمْ أَعْرِفْهُمْ .

''اس (طبرانی) کی سند میں کئی راوی ہیں، جنہیں میں پہچان نہیں سکا۔''

(مَجمع الزّوائد : 45/3)

۞ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ .

''محدثین کا اس حدیث کے ضعف پر اتفاق ہے۔''

(تحفة المودود، ص 149)

۞ علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

يَتَحَصَّلُ مِنْ كَلَامِ أَئِمَّةِ التَّحْقِيقِ أَنَّهُ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ .

''محققین ائمہ کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔''

(سُبُل السّلام : 157/2)

تنبیہ:

۞ علامہ زمخشری حنفی (۵۳۸ھ) لکھتے ہیں:

''یہ بدعی تفسیر ہے کہ ''امام'' اُم کی جمع ہے، کہ روز قیامت لوگوں کو ان کی ماؤں کے ناموں سے پکارا جائے گا۔ باپوں کو چھوڑ کر ماؤں کے نام سے پکارنے میں حکمت یہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حق کی رعایت رکھی جائے، حسنین کریمین کے شرف کو ظاہر کیا جائے اور اس لیے کہ زنا سے پیدا ہونے والے رسوا نہ ہوں۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ یہ لفظ زیادہ بدعی ہے یا اس میں بیان کردہ حکمت؟''

(الکشّاف : 682/2)

تنبیہ:

❁ شیعہ عالم حر عاملی (۱۱۰۴ھ) نے لکھا ہے:

إِنَّ النَّاسَ يُدْعَوْنَ بِأَسْمَاءِ أُمَّهَاتِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا الشِّيعَةُ فَيُدْعَوْنَ بِأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ.

''روز قیامت لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا، سوائے شیعہ کے، انہیں اپنے باپوں کے نام سے پکارا جائے گا۔''

(الفصول المهمة، ص 124)

❁ شیعہ عالم ملا باقر مجلسی (م۱۱۱۱ھ) نے بحار الانوار (۷/۲۳۷) میں باب قائم کیا ہے:

بَابٌ أَنَّهُ يُدْعَى النَّاسُ بِأَسْمَاءِ أُمَّهَاتِهِمْ إِلَّا الشِّيعَةُ.

''اس بات کا بیان کہ (روز قیامت) شیعہ کے علاوہ تمام لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا۔''

فائدہ:

دنیا میں کسی کو اس کی ماں کی طرف منسوب کرنے کا جواز ہے، جیسا کہ ابن عرقہ۔

(صحیح مسلم : 1769)

عبداللہ بن مالک ابن بحینہ۔بحینہ، عبداللہ کی ماں ہے۔محمد بن علی ابن الحنفیہ۔ حنفیہ، محمد کی ماں ہے، اسماعیل ابن علیہ۔علیہ، اسماعیل کی ماں ہے۔وغیرہ۔

فائدہ:

❁ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ، فَأَحْسِنُوا

أَسْمَائِكُمْ .

''آپ کو قیامت کے دن اپنے اور باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا، لہٰذا اپنے نام اچھے رکھا کریں۔''

(مسند الإمام أحمد : 194/5، سنن أبي داوٗد : 4948)

سند ''انقطاع'' کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

امام ابوداوٗد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِبْنُ أَبِي زَكَرِيَّا لَمْ يُدْرِكْ أَبَا الدَّرْدَاءِ .

''ابن ابی زکریا نے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔''

امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زَكَرِيَّا لَمْ يَسْمَعْ أَبَا الدَّرْدَاءِ .

''عبداللہ بن ابی زکریا نے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔'' (المراسيل : 113)

حافظ بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا مُرْسَلٌ، اِبْنُ أَبِي زَكَرِيَّا لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ .

''یہ مرسل (منقطع) ہے، ابن ابی زکریا نے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔''

(السّنن الكبرٰى : 306/9)

لہٰذا امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۸۱۸) کا اس حدیث کو ''صحیح''، حافظ نووی رحمہ اللہ (الاذکار، ص ۲۵۵) کا اس کی سند کو ''جید'' اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (تحفۃ المودود، ص ۸۱) کا اس کی سند کو ''حسن'' کہنا درست نہیں۔